ملکی صورت حال............چند تجاویز واقدامات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

یہ بات تو طے ہے کہ نفرتوں کو بھڑکانے اور شہر کے سکون کو درہم برہم کرنے کی ابتدا کرنے والے تخریب کار تربیت یافتہ ایجنٹ ہی ہوتے ہیں۔ لیکن بعد میں وطن عزیز کے فرزند بھی، اس طرح کی سازشوں کا شکار کیوں ہو جاتے ہیں؟...... یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے جواب میں کسی لمبی تقریر کی ضرورت نہیں۔ صرف یاددہانی کی غرض سے چند اہم نکات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1. غریب اور امیر کی واضح اور بڑھتی ہوئی طبقاتی تقسیم
2. مختلف زبان اور علاقے والے افراد کا احساس محرومی
3. منشیات کی لعنت
4. تعلیمی پالیسی سمیت تمام قومی پالیسیوں کا اسلام سے بُعد
5. جواب دہی کا انتہائی ناقص نظام

ہماری رائے میں ان تمام برائیوں یا خرابیوں کی اصل جڑ اور ان برائیوں کے برے اثرات کو مزید پھیلانے کی واحد ذمہ داری ہماری دین اسلام سے دوری ہے، اور اسلام سے دوری کی بنیاد ایمان کی کمزوری ہے۔ کمزور ایمان ہی اخلاقی ومعاشرتی بلکہ ہر قسم کی برائی کے مقابلے میں ایک مسلمان کی شکست کا سبب بنتا ہے۔ اگر مندرجہ بالا خرابیوں ہی کا مضبوط ایمان کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو یہ برائیاں کسی بھی انسان یا گروہ کا انفرادی یا اجتماعی طور پر کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ مثلاً:

1. اگر غریب اپنی غربت پر اس لئے مطمئن ہو جائے کہ قیامت کے دن حساب اور سوال، سہل اور آسان ہو جائے گا اور امیر اپنی امیری پر اس لئے بے چین ہو جائے کہ حشر کے سخت دن میں حساب کی سختی کیسے برداشت

ہوگی، تب غریب حقوق کا مطالبہ تو کجا ہاتھ بھی نہیں پھیلائے گا اور امیر سوال کے بغیر غریب کو ہدایا اور تحائف دے کر قیامت کی سختی سے بچنے کی کوشش کرے گا۔

۲ اگر ایمان کی اہمیت دل میں جم جائے تو ہر شخص اگلے کی عزت اور اکرام کے لئے زبان اور علاقے کی بنیادیں تلاش کرنے کے بجائے اس کے ایمان دار ہونے کو اہمیت دے گا۔ علاقائی ولسانی عصبیت سے پرے رہنے کا خداوندی حکم اور نبوی فرمان اس کے پاؤں کی زنجیر بن جائے گا۔

۳ منشیات میں سکون تلاش کرنے والے افراد عموماً وہی ہیں جو دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ کر اس کے حصول کے لئے دوڑتے ہیں، مگر اول تو دنیا ہاتھ ہی نہیں آتی یا آتی تو ہے پریشانیوں کے ہمراہ۔ پھر وہ مجبوراً ایسی نشہ آور اشیاء کا سہارا لیتے ہیں، جن سے تھوڑی دیر کے لئے ہی سہی، ان کلفتوں کا کم از کم احساس ختم ہو جائے۔ مضبوط ایمان کا حامل فرد اول تو دنیا کی طرف دوڑے گا ہی نہیں، اور اگر کہیں کوئی پریشانی آتی ہے تو اللہ کے حکم کے مطابق ذکر الٰہی کی آغوش میں سکون اطمینان حاصل کرے گا۔

۴ تعلیمی پالیسی سمیت تمام قومی پالیسیاں صرف دنیا کی چند روزہ زندگیوں کو سامنے رکھ کر تشکیل دی گئی ہیں، جب کہ اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں کہ انسان کی خواہشات اور آرزوئیں لامحدود ہیں اور اگر انہیں اس دنیا میں پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی تو محدود وقت اور محدود وسائل کی بناء پر افراد، جماعتوں اور قوموں کا آپس میں زبردست ٹکراؤ لازمی طور پر عمل میں آئے گا، جس کا منطقی نتیجہ انتشار اور پراگندگی کی صورت میں ظاہر ہوگا (بلکہ ہو رہا ہے) اس لئے اگر حکام اور عوام کے پیش نظر اصل چیز آخرت ہو جو جزو ایمان ہے تو پھر نہ صرف قومی پالیسیاں صحیح طور پر تشکیل ہوں گی، بلکہ ان پر عمل کرنا اور کروانا بھی آسان ہوگا۔

۵ جواب دہی کا موجودہ نظام اتنا ناقص ہے کہ کسی کو بھی انفرادی یا اجتماعی ذمہ داری کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ ہر طبقہ (عوام سے لے کر حکام تک) ذاتی مفاد کے حصول کے لئے اجتماعی مفاد کو نقصان پہنچانے میں مکمل طور پر آزاد ہے۔ مضبوط ایمان، جواب دہی کو حکومتی، عوامی اور خدائی جواب دہیوں میں تقسیم کر کے اتنا مؤثر بنا دیتا ہے کہ کسی فرد میں جرم، اس کی پشت پناہی اور اس سے صرف نظر کا حوصلہ باقی نہیں رہتا۔

ان تمام مثالوں کا ذکر صرف یاددہانی کی غرض سے کیا گیا، ورنہ کون مسلمان ہوگا جو انسانی زندگی پر مضبوط ایمان کے دائمی اور مؤثر ترین اثرات سے انکار کر سکے، بلکہ آج کل تو مسلمانوں اور اسلام کے کمزور رشتے پر تحریر وتقریر فیشن بن چکی ہے۔ مگر عملی حل تجویز کرنے اور اسے اختیار کرنے سے اکثر گریز ہی کیا جاتا ہے۔

مسلمان اور اسلام کے مضبوط تعلق کی بنیاد ''مضبوط ایمان'' ہے اور ایمان کی مضبوطی کے لئے ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت'' سیرت پاک کی روشنی میں مکی زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے بخوبی سمجھی جا سکتی ہے۔ یعنی حضور